بابِ چہارم:

تحریک اسلامی کے علمبرداروں کی لازمی خصوصیات

www.Quranurdu.com

- صالح گروہ کے لیے کم از کم ضروری صفات
- تحریک سے وابستگی کا معیار
- کارکنوں کا اصل سرمایہ
- راہِ حق کے لیے ضروری توشہ

صالح گروہ کے لیے کم از کم ضروری صفات [1]

آپ حضرات یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ آپ دراصل امۃ وسط بننے کے امیدوار ہیں۔ آپ کا مقصود یہ ہے کہ اس مقام بلند کو حاصل کر لیں۔ اتنے بڑے منصب کی امیدواری کے لیے اُٹھ کھڑے ہونا اور پھر نہ اس کی عظمت کو محسوس کرنا، نہ اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ایک عظیم الشان بے خبری ہے۔ اور اس سے بڑھ کر بے خبری یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ ان کم سے کم صفات سے بھی ابھی تک متصف نہ ہوئے ہوں جو اس کارِ عظیم کے لیے ضروری ہیں، اور دوسری طرف آپ تقاضا کریں کہ فوراً ہی کوئی بڑا قدم اٹھا دیا جائے۔ کیا آپ اتنا نہیں سمجھتے اور اس سے ڈرتے نہیں کہ اگر آپ نے کوئی ایسا قدم اٹھایا جس کے لیے ضروری استعداد آپ نے اپنے اندر پیدا نہیں کی ہے، تو آپ منہ کی کھا کر پسپا ہوں گے اور اس راہ میں پیچھے ہٹنا فرار من الزحف ہے جو خدا کی شریعت میں بہت بڑا گناہ ہے۔

اب میں مختصر طور پر آپ کو بتاؤں گا کہ وہ کم سے کم ضروری صفات کیا ہیں جو اس دعوت کے لیے کام کرنے والوں میں ہونی چاہئیں۔ دوسری جو ایک صالح جماعت بنانے کے لیے ضروری ہیں۔ اور تیسری وہ جو مجاہدہ فی سبیل اللہ کے لیے ناگزیر ہیں۔

شخصی اوصاف

مجاہدہ نفس:

شخصی اوصاف میں پہلا اور بنیادی وصف یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ہر شخص اپنے نفس سے لڑ کر پہلے اسے مسلمان اور خدا کا مطیع فرمان بنائے۔ یہ وہی بات ہے جسے حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ:

[المجاهد من جاهد نفسه فى طاعة الله]

''حقیقی مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے کشمکش کرے۔''

---

[1] یہ مولانا مودودی کی اس تقریر کا ایک حصہ ہے جو انھوں نے جماعت اسلامی کے اجتماع دار الاسلام (متصل پٹھانکوٹ) میں ۲۶ مارچ ۱۹۴۴ء کو فرمائی تھی۔ اس اجتماع میں پنجاب، سندھ سرحد، کشمیر و بلوچستان کے ارکانِ جماعت شریک ہوئے تھے۔ تقریر کے آغاز میں مولانا محترم نے جماعت کی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور پھر آخر میں وہ کم از کم لازمی صفات بیان کیں جن کا صالح گروہ کے ہر ہر فرد میں پایا جانا ضروری ہے۔ (مرتب)

www.tehreekurdu.com

یعنی قبل اس کے کہ آپ باہر کی دنیا میں خدا کے باغیوں سے مقابلہ کے لیے نکلیں۔اس باغی کو مطیع بنایے جو خود آپ کے اندر موجود ہے،اور خدا کے قانون اور اس کی رضا کے خلاف چلنے کے لیے ہر وقت تقاضا کرتا رہتا ہے۔اگر یہ باغی آپ کے اندر پل رہا ہے،اور آپ پر اتنا قابو یافتہ ہے کہ آپ سے رضائے الٰہی کے خلاف اپنے مطالبے منوا سکتا ہے تو یہ ایک بالکل بے معنی بات ہے کہ آپ بیرونی باغیوں کے خلاف اعلانِ جنگ کریں۔یہ تو بالکل وہی بات ہوئی کہ گھر میں شراب کی بوتل پڑی ہے اور باہر شرابیوں سے لڑائی ہو رہی ہے۔یہ تضاد ہماری تحریک کے لیے تباہ کن ہے پہلے خود خدا کے آگے سر جھکایئے پھر دوسروں سے اطاعت کا مطالبہ کیجیے۔

ہجرت وسیع معنی کے لحاظ سے:

جہاد کے بعد دوسرا درجہ ہجرت کا ہے۔ہجرت کا اصل مدعا گھر بار چھوڑنا نہیں ہے بلکہ خدا کی نافرمانی سے بھاگ کر خدا کی رضا جوئی کی طرف بڑھنا ہے اصلی مہاجر ترکِ وطن اگر کرتا ہے تو اس لیے کہ اس کے وطن میں قانونِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے مواقع نہیں ہیں۔لیکن اگر کسی شخص نے گھر بار چھوڑا اور اللہ کی ذمہ داری اختیار نہ کی تو اس نے حماقت کی۔یہ حقیقت بھی احادیث میں اچھی طرح واضح کر دی گئی ہے۔بطورِ مثال ایک حدیث کو لیجیے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ:

[ما الهجرة افضل يا رسول الله]

"یارسول اللہ کون سی ہجرت بہتر ہے۔"

جواب ملا:

[ان تهجر ما كره ربك]

"یہ کہ تو ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اللہ کو ناپسند ہیں۔"

اندر کا باغی اگر مطیع نہ ہو تو آدمی کا ترکِ وطن کر دینا خدا کی بارگاہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ حضرات باہر کی قوتوں سے پہلے اپنے اندر کی سرکش قوتوں سے لڑیے اور اصطلاحی کفار کو مسلمان بنانے سے پہلے اپنے نفس کو مسلمان بنایئے۔اس معنی کو جامع تر الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنے آپ کو اس گھوڑے کی طرح بنایے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔اور وہ کتنا ہی گھومے پھرے ہر حال میں اس حد سے آگے نہیں جا سکتا۔جہاں تک رسی اُسے جانے دیتی ہے۔

[مثل الايمان كمثل الفرس فى أخيته يجول ثمر يرجع الىٰ أخيته]

ایسے گھوڑے کی حالت آزاد گھوڑے سے بالکل مختلف ہوتی ہے جو ہر میدان میں گھومتا ہے۔ہر کھیت میں گھس جاتا ہے،اور جہاں ہری گھاس دیکھتا ہے وہیں پوری بے صبری کے ساتھ ٹوٹ پڑتا ہے۔پس آپ آزاد گھوڑے کی سی کیفیت اپنے اندر سے نکالیں اور کھونٹے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی سی کیفیت اپنے اندر پیدا کریں۔

www.Quranurdu.com

اس کیفیت کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرا قدم یہ اٹھایے کہ اپنے قریبی ماحول سے جسے میں ''ہوم فرنٹ'' کہوں گا، لڑنا شروع کر دیجیے۔ گھر کے لوگ اعزّہ، دوست اور سوسائٹی جس میں آپ کا گہرا ربط ہے ان سب سے ایک عملی کشمکش شروع ہو جانی چاہیے۔ کش مکش اس معنی میں نہیں کہ آپ اپنے متعلقین سے کشتی لڑیں یا ان سے تُو تُو مَیں مَیں اور مناظرہ شروع کر دیں۔ بلکہ یہ کش مکش اس معنی میں ہونی چاہیے کہ آپ بحیثیت فرد اور بحیثیت جماعت اپنے نصب العین کے اتنے دلدادہ اور اپنے اصول و ضوابط کے اتنے پابند ہو جائیں کہ آپ کے گرد و پیش جو لوگ کسی نصب العین کے بغیر، بے اصول زندگیاں بسر کر رہے ہیں وہ آپ کی پابندِ اصول زندگی کو گوارا نہ کر سکیں۔ آپ کی بیویاں، آپ کی اولادیں، آپ کے والدین، آپ کے رشتہ دار اور دوست آپ کے رویہ کے خلاف مزاحمت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

آپ اپنے شہر میں اجنبی ہو کر رہ جائیں۔ جہاں آپ کسبِ معاش کے لیے رہتے ہوں وہاں آپ کا وجود نمایاں طور پر کھٹکنے لگے۔ دفتر کی آرام کرسی جس پر بیٹھ کر جاہ و ترقی کے خواب دیکھے جاتے ہیں آپ کے لیے انگاروں کی انگیٹھی بن کر رہ جائے۔ غرض جو جتنا زیادہ قریبی ہو اس سے اتنا ہی پہلے تصادم شروع ہو جانا چاہیے۔ ہر شخص کے گھر ہی سے شروع ہونا چاہیے۔ اب تک جہاں جہاں سے اس کش مکش کی اطلاعات آرہی ہیں وہاں کے لوگوں سے مطمئن ہو رہا ہوں اور جہاں سے ایسی اطلاعات نہیں آرہی ہیں وہاں کے لیے بے تابی سے منتظر ہوں کہ ایسی کوئی اطلاع ملے۔

www.Quranurdu.com

فنافی الاسلام ہو جانا:

مگر میں بر وقت یہ واضح کر دوں کہ یہ ہماری کشمکش اس ذہنیت کے ساتھ ہونی چاہیے جس کے ساتھ ایک ڈاکٹر بیماروں سے کش مکش کرتا ہے۔ دراصل وہ بیمار سے نہیں لڑتا بلکہ بیماری سے لڑتا ہے۔ اور اس کی تمام تر جد وجہد ہمدردی کی روح سے لبریز ہوتی ہے وہ اگر بیمار کو کڑوی دوائیں پلاتا ہے، یا اس کے کسی عضو پر نشتر چلاتا ہے تو یہ تمام تر بر بنائے اخلاص ہوتا ہے۔ دشمنی نہیں ہوتی۔ اس کی نفرت، اور اس کا غصہ بالکل مرض کے خلاف ہوتا ہے نہ کہ مریض کے خلاف۔ بالکل اسی طرح اپنے ایک گمراہ بھائی کو ہدایت کی طرف لایے وہ کبھی کسی سے یہ محسوس نہ کرے کہ اسے تحقیر سے دیکھا جا رہا ہے یا براہِ راست اس کی ذات سے دشمنی کی جا رہی ہے بلکہ وہ آپ کے اندر انسانی ہمدردی محبت اور اخوت کو کام کرتا ہوا پائے۔ میں نے اجتماع در بھنگہ کے موقع پر بھی مختصراً یہ کہا تھا کہ اصلی تبلیغ تقریری اور تحریری مناظروں سے نہیں ہوا کرتی۔ یہ کام کرنے کے بہت ہی ادنیٰ طریقے ہیں۔ اصل تبلیغ یہ ہے کہ آپ اپنی دعوت کا مجسم ظہور اور نمونہ ہوں جہاں کہیں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے یہ نمونہ گزر جائے وہ آپ کے طرزِ عمل سے پہچان لیں کہ یہ ہیں خدا کی راہ کے راہی۔ جس طرح کوئی فنافی الکانگرس، آدمی سامنے آجاتا ہے تو کانگریسیت کی پوری تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اسی طرح آپ ایسے فنافی الاسلام بن جایئے کہ جہاں آپ سامنے آئیں اسلامی تحریک کا پورا نقشہ واضح ہو جائے۔ یہی وہ چیز ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ [اِذَا رُؤُوْا ذُکر اللہ]

میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا فوراً ہو جانا چاہیے، یہ مقام تو تدریجاً ہی حاصل ہو گا۔ خدا کی راہ میں جب اپنے ماحول سے پیہم آپ کا تصادم ہوتا رہے گا۔ اور آپ ہر آن ہر لمحہ اپنے مقصد کے لیے کوشش کرتے ہوئے قربانیاں دیتے رہیں گے۔ تو ایک مدت میں جا کر فنائیت کی کیفیت آپ پر طاری ہو گی۔ اور آپ اپنی دعوت کا مجسم ظہور بن سکیں گے۔ اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث کو بامعانِ نظر بار بار مطالعہ کیجیے۔ اور دیکھیے کہ اسلام کس قسم کا انسان چاہتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرز کے آدمی تیار کیا کرتے تھے۔ وہ کیا صفا تھیں جو اس تحریک کے کارکنوں میں پہلے پیدا کی گئیں، اور اس کے بعد جہاد کا علم بلند کیا گیا۔ آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مزکّی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسان تیار کیے تھے انھیں ۱۰ برس کی تیاری کے بعد میدان میں لایا گیا۔ اس تیاری کی تفصیلات معلوم کیجیے اور دیکھیے کہ یہ کس تدریج کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس میں کن صفات کی پرورش مقدم تھی، اور کن کی مؤخر۔ کون سی صفات کس درجہ میں مطلوب تھیں، اور انھیں کس حد تک ترقی دی گئی تھی اور کس مقام پر پہنچ کر اس جماعت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَب تم دنیا کا بہترین گروہ بن گئے ہو۔ اور اس قابل ہو گئے ہو کہ نوعِ انسانی کی اصلاح کے لیے نکلو۔ یہی نمونہ خود اپنی تیاری کے لیے بھی آپ کے سامنے ہونا چاہیے۔

یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ میں صرف دو حدیثیں آپ کی رہنمائی کے لیے پیش کروں گا۔ جن سے آپ کو معلوم ہو گا کہ اس کام کے لیے کن صفات کے آدمی درکار ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

[من احبَّ للّٰہ و ابغض للّٰہ و اعطی للّٰہ و منع للّٰہ فقد استکمل الایمان]

"یعنی آدمی پورا مومن اس وقت بنتا ہے جب اس کی کیفیت یہ ہو جائے کہ اس کی دوستی اور دشمنی، اور اس کا دینا اور روکنا جو ہو خالص اللہ کے لیے ہو۔ نفسانی اور دنیوی محرّکات اس کے لیے ختم ہو جائیں۔"

دوسری حدیث ہے کہ

[امرنی ربی بتسع :

1. خشیۃ اللّٰہ فی السِرّ والعلانیۃ
2. و کلمۃ العدل فی الغضب والرضا۔
3. والقصد فی الفقر والغنا۔
4. و ان اصل من قطعنی۔
5. و اُعطی من حرمنی۔
6. و اعفو عمن ظلمنی۔
7. و ان یکون صمتی فکر۔
8. و نطقی ذکراً۔
9. و نظری عبرۃً۔]

"میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم دیا ہے:

www.Quranurdu.com

1. کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا ہوں۔
2. کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصہ میں ہوں دونوں حالتوں میں انصاف ہی کی بات کہوں۔
3. خواہ فقیری کی حالت میں ہوں یا امیر کی حالت میں بہر حال راستی واعتدال پر قائم رہوں۔
4. اور یہ کہ جو مجھ سے کٹے ہیں ان سے جڑوں۔
5. اور جو مجھ سے زیادتی کرے میں اسے معاف کروں۔
6. اور جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔
7. اور یہ کہ میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہے۔
8. اور میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔
9. اور میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔''

ان اوصاف مطلوبہ کا ذکر کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ [ان آمر بالمعروف و أنهى عن المنكر]یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔''

معلوم ہوا کہ نیکی کو پھیلانے اور بدی کو ختم کرنے کے لیے جو امتِ وسط اُٹھے اس کے فرد فرد میں یہ اوصاف ہونے چاہییں۔ انہی اوصاف کے ساتھ یہ فریضہ ادا ہو سکتا ہے۔ یہ نہ ہوں تو ہم کبھی اپنے منصب کے مقتضیات کو پورا نہیں کر سکتے۔

www.quranurdu.com

جماعتی اوصاف

باہمی ہمدردی و محبت:

یہ تو شخصی اصلاح کا پروگرام ہوا۔ اس سے آگے جماعتی حیثیت سے کچھ دوسرے اخلاقی اوصاف کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظم کو مستحکم اور کارگر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ارکانِ جماعت کے درمیان محبت و ہمدردی ہو، آپس میں حسنِ ظن ہو، بے اعتمادی کی جگہ اعتماد ہو، آپس میں مل کر کام کرنے کی صلاحیت ہو، ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنے کی عادت ہو، خود آگے بڑھیں اور دوسروں کو اپنے ساتھ آگے بڑھائیں۔ یہ اوصاف ہر جماعتی نظم کے لیے ناگزیر ہیں۔ ورنہ اگر فرداً فرداً سب لوگ اعلیٰ درجہ کی صفات حسنہ اپنے اندر پیدا کرلیں۔ لیکن منظم و مربوط نہ ہوں، آپس میں متعاون نہ ہوں، شانہ سے شانہ ملا کر چل نہ سکیں۔ تو ہم دنیا میں علمبردارانِ باطل کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شخصی حیثیت سے بہترین انسان ہم میں ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں اور اگر آج دنیا بھر کو ہم چیلنج دے کر کہیں کہ ایسے لوگ کسی کے پاس نہ ہوں گے تو شاید اس چیلنج کا جواب کسی قوم سے نہ دیا جا سکے۔ مگر یہ معاملہ صرف انفرادی اصلاح کی حد تک ہے جن لوگوں نے اپنی انفرادی اصلاح میں کمال حاصل کیا ہے انھوں نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ چند سو یا چند ہزار افراد پر اپنا اثر پھیلا دیا، اور تقدس کی چند یادگاریں چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔ یہ طریقہ بڑے کام کرنے کا نہیں ہے۔ بڑے سے بڑا پہلوان جو بھاری بوجھ اٹھانے اور کئی کئی آدمیوں کو کُشتی میں پچھاڑنے کی طاقت رکھتا ہو، ایک مربوط رجمنٹ کے مقابلہ میں بالکل بے کار ہے۔ اسی طرح اگر ہم اس میں سے کچھ لوگ انفرادی تزکیہ کی تمام منازل طے کیے ہوئے ہوں۔ لیکن ان میں اجتماعی رابطہ اور تعاون نہ ہو تو ان کی حیثیت اسی پہلوان کی سی ہے جو کسی رجمنٹ کا عضو بن کر کام نہیں کرتا بلکہ منفرداً ایک رجمنٹ کو دعوتِ مبارزت دیتا ہے۔ انفرادی تزکیہ کے لحاظ سے ہماری اپنی جماعت میں بھی ایسے رفقاء کی کمی نہیں ہے جن کی حالت پر خود مجھے رشک آتا ہے۔ مگر جہاں تک جماعتی عزکیہ کا تعلق ہے، حالات افسوسناک ہیں۔ قرآن میں اس مسئلہ پر اصولی حد تک مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور حدیث میں اصول کی مکمل تشریحات موجود ہیں۔ پھر سیرت نبوی اور سیَر صحابہ کے مطالعہ سے مطلوبہ اجتماعی اخلاق کے عملی نمونے بھی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ان چیزوں کی ورق گردانی کیجیے اور ناپ تول کر دیکھیے کہ کس پہلو سے ہمارے اجتماعی نظم میں کیا اور کتنی کمی ہے۔ اور اس کمی کو پورا کرنے کی فکر کیجیے۔

صاف بات ہے کہ اجتماعی نظم میں ایک فرد کو دوسرے افراد سے لا محالہ سابقہ پیش آتا ہے۔ اگر حسن ظن، ہمدردی، ایثار اور رواداری نہ ہو تو مزاجوں کا اختلاف تعاون کو چار دن بھی جاری نہیں رہنے دے گا۔ جماعتی نظم چلتا ہی اس اصول پر ہے کہ دوسروں کے لیے آپ اپنا کچھ چھوڑیں اور دوسرے آپ کے لیے کچھ چھوڑیں۔ اس ایثار کی ہمت نہ ہو تو کسی انقلاب کا نام بھی زبان پر نہ لانا چاہیے۔

www.Quranurdu.com

مجاہدہ فی سبیل اللہ کے لوازم:

تیسری قسم کی صفات وہ ہیں جو مجاہدہ فی سبیل اللہ کے لوازم میں شمار ہوتی ہیں۔ اُن کا بھی قرآن و حدیث میں مفصل تذکرہ موجود ہے۔ صرف تذکرہ ہی نہیں ایک ایک مطلوبہ صفت کی وضاحت بھی کی گئی ہے کہ وہ کس نوعیت اور کس درجہ کی ہونی چاہیے۔ اس سلسلہ میں احکام و ہدایات کو جمع کیجیے، اور سمجھیے کہ مجاہدہ فی سبیل اللہ کے لیے کیا کیا تیاریاں کرنی ہیں۔ میں مختصراً ان کی طرف بھی اشارہ کر دینا چاہتا ہوں۔

صبر:

سب سے پہلی صفت جس پر زور دیا گیا ہے صبر ہے۔ صبر کے بغیر خدا کی راہ میں کیا، کسی راہ میں مجاہدہ نہیں ہو سکتا فرق صرف اتنا ہے کہ خدا کی راہ میں اَور قسم کا صبر مطلوب ہے اور دنیا کے لیے مجاہدہ کرتے ہوئے اَور قسم کا صبر مطلوب ہے مگر بہر حال صبر ہے ناگزیر۔ صبر کے بہت سے پہلو ہیں۔ ایک پہلو یہ ہے کہ جلد بازی سے شدید اجتناب کیا جائے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی راہ میں جد وجہد کرتے ہوئے دشواریوں اور مخالفتوں اور مزاحمتوں کے مقابلہ میں استقامت دکھائی جائے اور قدم پیچھے نہ ہٹایا جائے۔ تیسرا پہلو یہ ہے کہ کوششوں کا کوئی نتیجہ اگر جلدی حاصل نہ ہو تب بھی ہمت نہ ہاری جائے۔ اور پیہم سعی جاری رکھی جائے ایک اور پہلو یہ ہے کہ مقصد کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرات، نقصانات اور خوف اور طمع کے مواقع بھی اگر پیش آجائیں تو قدم کو لغزش نہ ہونے پائے اور یہ بھی صبر ہی کا ایک شعبہ ہے کہ اِشتِعال جذبات کے سخت سے سخت مواقع پر بھی آدمی اپنے ذہن کا توازن نہ کھوئے۔ جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی قدم نہ اٹھائے۔ ہمیشہ سکون عقل، اور ٹھنڈی قوت فیصلہ کے ساتھ کام کرے۔ پھر حکم صرف صبر ہی کا نہیں مصابرت کا بھی ہے یعنی مخالفت طاقتیں اپنے باطل مقاصد کے لیے جس صبر کے ساتھ ڈٹ کر سعی کر رہی ہیں۔ اسی صبر کے ساتھ آپ بھی ڈٹ کر اُن کا مقابلہ کریں۔ اسی لیے ''اِصْبِرُوْا'' کے ساتھ '' صَابِرُوْا'' کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ جن لوگوں کے مقابلہ میں آپ حق کی علمبرداری کے لیے اٹھنے کا داعیہ رکھتے ہیں اُن کے صبر کا اپنے صبر سے موازنہ کیجیے، اور سوچیے کہ آپ کے صبر کا کیا تناسب ہے۔ شاید ہم ان کے مقابلے میں دس فیصدی کا دعویٰ کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ باطل کے غلبہ کے لیے جو صبر وہ دکھا رہے ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لیے موجودہ جنگ کے حالات پر نظر ڈالیے۔ کس طرح وقت آپڑنے پر ان لوگوں نے اپنے ان کارخانوں، شہروں اور ریلوے سٹیشنوں کو اپنے ہاتھوں سے پھونک ڈالا جن کی تعمیر اور تیاری میں سالوں کی محنتیں اور بے شمار روپیہ صرف کیا گیا تھا یہ ان ٹینکوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں جو فوجوں کو اپنے آہنی پہیوں تلے کچل ڈالتے ہیں یہ دشمن کے ان بمبار طیاروں کے سائے میں استقامت سے کھڑے رہتے ہیں جو موت کے پر لگا کر اڑتے ہیں۔ جب تک ان کے مقابلہ میں ہمارا صبر ۱۰۰ فیصد کے تناسب پر نہ پہنچ جائے ان سے کوئی ٹکر لینے کی جرأت نہیں کی جا سکتی۔ جب سروسامان کے لحاظ سے ہم ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تو پھر سروسامان کی کمی کو صبر ہی سے پورا کیا جا سکتا ہے۔

www.Quranurdu.com

ایثار:

دوسری چیز جو مجاہدہ کا لازمہ ہے ایثار کی صفت ہے۔ وقت کا ایثار، محنتوں کا ایثار، اور مال کا ایثار۔ ایثار کے اعتبار سے بھی باطل کا جھنڈا اٹھانے والی طاقتوں کے مقابلہ میں ہم بہت پیچھے ہیں۔ حالانکہ بے سروسامانی کی تلافی کے لیے ہمیں ایثار میں بھی ان سے میلوں آگے ہونا چاہیے۔ مگر یہاں صورت واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص بیس، پچاس سو اور ہزار روپے ماہانہ تنخواہ کے عوض اپنی پوری صلاحیتیں خود اپنے دشمن کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور اس طرح ہماری قوم کا کارآمد جوہر بیکار ہو جاتا ہے۔ یہ دماغی صلاحیتیں رکھنے والا طبقہ اتنی ہمت نہیں رکھتا کہ ایک بڑی آمدنی کو چھوڑ کر یہاں محض بقدر ضرورت قلیل معاوضہ پر اپنی خدمات پیش کر دے۔ پھر فرمایئے کہ اگر یہ لوگ اتنا ایثار بھی نہ کریں گے، اور اس راہ میں پیٹ مار کر کام نہ کریں گے۔ تو پھر اسلامی تحریک کیسے پھل پھول سکتی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی تحریک محض والنٹیروں کے بل پر نہیں چل سکتی جماعتی نظم میں والنٹیروں کو اسی درجہ کی اہمیت حاصل ہے جیسی ایک آدمی کے نظامِ جسمانی میں ہاتھ اور پاؤں کو ہے۔ یہ ہاتھ اور پاؤں اور دوسرے اعضاء کس کام کے ہو سکتے ہیں۔ اگر ان سے کام لینے کے لیے دھڑکنے والے دل اور سوچنے والے دماغ موجود نہ ہوں دوسرے لفظوں میں ہمیں والنٹیروں سے کام لینے کے لیے اعلیٰ درجہ کے جنرل چاہئیں، مگر مصیبت یہ ہے کہ جن کے پاس دل اور دماغ کی قوتیں ہیں وہ دنیوی مقصد کے دلدادہ ہیں اور مارکیٹ میں اسی کی طرف جاتے ہیں جو زیادہ قیمت پیش کرے۔ نصب العین سے ہماری قوم کے بہترین افراد کی وابستگی بھی اس درجہ کی نہیں ہے کہ وہ اس کی خاطر اپنے منافع کو بلکہ منافع کے امکانات تک کو قربان کر سکیں۔ اس ایثار کو لے کر اگر آپ یہ توقع کریں کہ وہ مفسدین عالم جو روزانہ کروڑوں روپیہ اور لاکھوں جانوں کا ایثار کر رہے ہیں ہم سے کبھی شکست کھا سکتے ہیں، تو یہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔

دل کی لگن:

مجاہدہ فی سبیل اللہ کے لیے تیسری صفت دل کی لگن ہے۔ محض دماغی طور پر ہی کسی شخص کا اس تحریک کو سمجھ لینا اور اس پر صرف عقلاً مطمئن ہو جانا۔ یہ اس راہ میں اِقدام کے لیے صرف ایک ابتدائی قدم ہے۔ لیکن اتنے سے تاثر سے کام چل نہیں سکتا۔ یہاں تو اس کی ضرورت ہے کہ دل میں ایک آگ بھڑک اُٹھے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی آگ تو شعلہ زن ہونی چاہیئے جتنی اپنے بچے کو بیمار دیکھ کر ہو جاتی ہے۔ اور آپ کو کھینچ کر ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہے۔ یا اتنی جتنی گھر میں غلہ نہ پا کر بھڑکتی ہے۔ اور آدمی کو تگ و دو پر مجبور کر دیتی ہے اور چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔ سینوں میں وہ جذبہ ہونا چاہیے جو ہر وقت آپ کو اپنے نصب العین کی دُھن میں لگائے رکھے۔ دل و دماغ کو یکسو کر دے اور توجہات کو اس کام پر ایسا مرکوز کر دے کہ اگر ذاتی یا خانگی یا دوسرے غیر متعلق معاملات کبھی آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچیں بھی تو آپ سخت ناگواری کے ساتھ ان کی طرف کھینچیں۔ کوشش کیجیے کہ اپنی ذات کے لیے آپ قوت اور وقت کا کم سے کم حصہ صرف کریں۔ اور آپ کی زیادہ سے زیادہ جدوجہد اپنے مقصدِ حیات کے لیے ہو۔ جب تک یہ دل کی لگن نہ ہو گی، اور آپ ہمہ تن اپنے آپ کو اس کام میں جھونک نہ دیں گے۔ محض زبانی جمع خرچ سے کچھ نہ بنے گا۔ بیشتر لوگ دماغی طور پر ہمارا ساتھ دینے پر

www.QuranUrdu.com

آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کم لوگ ایسے ملتے ہیں جو دل کی لگن کے ساتھ تَن مَن دَھن سے اس کام میں شریک ہوں۔ میرے ایک قریبی رفیق نے جن سے میرے ذاتی اور جماعتی تعلقات بہت گہرے ہیں حال ہی میں دو برس کی رفاقت کے بعد مجھ سے یہ اعتراف کیا کہ اب تک میں محض دماغی اطمینان کی بنا پر شریکِ جماعت تھا مگر اب یہ چیز دل میں اتر گئی ہے اور اس نے نہاں خانۂ روح پر قبضہ جما لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اسی طرح اپنے اوپر خود تنقید کر کے دیکھے کہ کیا ابھی تک وہ اس جماعت کا محض ایک دماغی رکن ہے یا اس کے دل میں مقصد کے عشق کی آگ مشتعل ہو چکی ہے پھر اگر دل کی لگن اپنے اندر نہ محسوس ہو تو اسے پیدا کرنے کی فکر کی جائے۔ جہاں دل کی لگن ہوتی ہے وہاں کس ٹھیلنے اور اُکسانے والے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس قوت کے ہوتے ہوئے یہ صورتِ حال کبھی پیدا نہیں ہو سکتی کہ اگر کہیں جماعت کا ایک رُکن پیچھے ہٹ گیا، یا نقلِ مقام پر مجبور ہو گیا تو وہاں کا سارا کام ہی چوپٹ ہو گیا۔ بخلاف اِس کے ہر شخص اس طرح کام کرے گا جس طرح وہ اپنے بچے کو بیمار پا کر کیا کرتا ہے۔

خدانخواستہ اگر آپ کا بچہ بیمار ہو تو آپ اس کی زندگی و موت کے سوال کو بالکلیہ کسی دوسرے پر ہر گز نہیں چھوڑ سکتے۔ ممکن نہیں کہ آپ یہ عُذر کر کے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں کہ کوئی تیماردار نہیں، کوئی دوا لانے والا نہیں، کوئی ڈاکٹر کے پاس جانے والا نہیں۔ اگر کوئی نہ ہو تو آپ سب کچھ خود بنیں گے کیونکہ بچہ کسی دوسرے کا نہیں آپ کا اپنا ہے۔ سوتیلا باپ تو بچے کو مرنے کے لیے چھوڑ بھی سکتا ہے مگر حقیقی باپ اپنے جگر کے ٹکڑے کو کیسے چھوڑ دے گا۔ اس کے تو دل میں آگ لگی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کام سے بھی اگر آپ کا قلبی تعلق ہو تو آپ دوسروں پر نہیں چھوڑ سکتے اور نہ یہ ممکن ہے کہ کسی دوسرے کی نااہلی یا غلط روی یا بے توجہی کو بہانہ بنا کر آپ اسے مر جانے دیں گے۔ اور اپنے دوسرے مشاغل میں جا کر منہمک ہو جائیں گے۔ یہ سب باتیں اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ خدا کے دین اور اس کی اقامت و سربلندی کے مقصد سے آپ کا رشتہ محض ایک سوتیلا رشتہ ہے۔ حقیقی رشتہ ہو تو آپ میں سے ہر شخص اس راہ میں اپنی جان لڑا کر کام کرے۔ میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اگر آپ اس راہ میں کم از کم اتنے قلبی لگاؤ کے بغیر قدم بڑھائیں گے۔ جتنا آپ اپنے بیوی بچوں سے رکھتے ہیں۔ تو انجام پسپائی کے سوا کچھ نہ ہو گا اور یہ ایسی بُری پسپائی ہو گی کہ مدتوں تک ہماری نسلیں اس تحریک کا نام لینے کی جرأت بھی نہ کر سکیں گی۔ بڑے بڑے اقدامات کا نام لینے سے پہلے اپنی قوتِ قلب کا اپنی اَخلاقی طاقت کا جائزہ لیجیے اور مجاہدہ فی سبیل اللہ کے لیے جس دل گردے کی ضرورت ہے وہ اپنے اندر پیدا کیجیے۔

سعی پیہم:

چوتھی ضروری صفت اس راہ میں یہ ہے کہ ہمیں مسلسل اور پیہم سعی اور منضبط (systematic) طریقہ سے کام کرنے کی عادت ہو۔ ایک مدت دراز سے ہماری قوم اس طریق کار کی عادی رہی ہے کہ جو کام ہو کم سے کم وقت میں ہو جائے۔ جو قدم اٹھایا جائے ہنگامہ آرائی اس میں ضرور ہو۔ چاہے مہینہ دو مہینہ میں سب کیا کرایا غارت ہو کے رہ جائے۔ اس عادت کو ہمیں بدلنا چاہیے۔ اس کی جگہ بتدریج اور بے ہنگامہ کام کرنے کی مشق ہونی چاہیے۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو بجائے خود ضروری ہو، اگر آپ کے سپرد کر دیا جائے، تو بغیر کسی نمایاں اور معجل نتیجہ کے اور بغیر کسی داد کے آپ اپنی پوری عمر صبر کے ساتھ اسی کام میں کھپا دیں۔ مجاہدہ فی سبیل

www.Quranurdu.com

اللہ میں ہر وقت میدان گرم ہی نہیں رہا کرتا ہے اور نہ ہر شخص اگلی ہی صفوں میں لڑ سکتا ہے۔ ایک وقت کی میدان اڑائی کے لیے بسا اوقات پچیس پچیس سال تک لگاتار خاموش تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اور اگلی صفوں میں اگر ہزاروں آدمی لڑتے ہیں تو ان کے پیچھے لاکھوں آدمی جنگی ضروریات کے لیے اُن چھوٹے چھوٹے کاموں میں لگے رہتے ہیں جو ظاہر بین نظر میں بہت حقیر ہوتے ہیں۔

www.Quranurdu.com

تحریک اسلامی سے وابستگی کا معیار 1

تحریک سے وابستگی کا معیار:

میں اس وقت جماعت اسلامی کی بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کروں گا۔ لیکن ان خصوصیات کے بیان کرنے سے مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ بالفعل جماعت کے اندر موجود ہیں بلکہ یہ ہے کہ یہ آپ کے اندر ہونی چاہئیں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ برابر اپنا جائزہ لے کر دیکھتے رہیں کہ یہ آپ کے اندر موجود ہیں یا نہیں اور اگر موجود ہیں تو کس حد تک ؟ اور انہی کو جماعت کے ساتھ وابستگی کے لیے معیار بنایئے۔ اگر یہ خصوصیات پورے طور پر موجود ہیں تو سمجھیے کہ جماعت کے ساتھ آپ کی وابستگی پوری ہے، اور اگر ناقص طور پر موجود ہیں تو سمجھیے کہ جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق ادھورا ہے۔ اور اگر یہ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ جماعت کے ساتھ آپ کی وابستگی محض رسمی و ظاہری ہے۔ حقیقت سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔

1. ان خصوصیات میں سب سے مقدم خصوصیت یہ ہے کہ موجودہ ماحول کے اندر آپ غربت کا احساس کریں۔ غربت سے میرا مقصد مال و اسباب کی کمی نہیں ہے۔ اس چیز کا احساس تو ایک مسلمان اگر وہ سچا مسلمان ہے، کبھی کرتا ہی نہیں۔ غربت سے میرا مقصد یہ ہے کہ موجودہ فضا میں آپ کو ہر جگہ اجنبیت کا احساس ہو۔ خاندان میں، سوسائٹی میں، قوم میں آپ کو اپنے ہم درد و آشنا اور ہم خیال و ہم مشرب بہت کم نظر آئیں۔ آپ کو ہر مجلس میں احساس ہو کہ آپ جو کچھ چاہتے ہیں دوسروں کی چاہت سے مختلف ہے۔ آپ جو کچھ سوچتے ہیں دوسروں کا فکر اس سے بالکل الگ ہے۔ آپ کا مذاق، آپ کا رجحان، آپ کا خیال اور آپ کا ارادہ ہر چیز دوسروں کے مذاق، رجحان اور خیال و ارادہ سے متباین بلکہ متصادم نظر آئے۔ آپ کو ایسا محسوس ہو کہ آپ خشکی کی مخلوق ہیں اور آپ کو سمندر میں ڈال دیا گیا ہے۔ یا آپ سمندر کے جانور ہیں اور آپ کو خشکی میں پھینک دیا گیا ہے۔ دوسروں کو اپنی کامیابی کی راہیں بہت فراخ نظر آ رہی ہوں۔ مگر آپ کو اپنی کامیابی کی راہ رندھی ہوئی ملے۔ دوسرے جس راہ پر چل رہے ہوں وہ قافلوں سے بھری ہوئی ہو مگر آپ کو ہر راہ میں قلت اعوان و انصار سے سابقہ پڑے۔ دوسروں کے لیے وسائلِ زندگی کے انبار لگے ہوں مگر آپ کو سدِّ رمق کی خاطر چند خشک نوالے حاصل کرنے کے لیے بھی چوٹی کا پسینہ ایڑی تک پہنچانا پڑے۔ جب آپ موجودہ دنیا میں اس طرح اپنے آپ کو مشکلات کے شکنجوں میں کسا ہوا پائیں اور

---

[1] یہ حصہ روداد چہارم سے لیا گیا ہے۔ یہ اس تقریر کے اقتباسات ہیں جو جماعت کے دوسرے کل ہند اجتماع کے اختتام پر مولانا امین احسن اصلاحی نے کی تھی یہ اجتماع ہر وارہ (الٰہ آباد) کے مقام پر ت ۱۵۔۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوا تھا۔ (مرتب)

www.QuranUrdu.com

آپ کے قریبی سے قریبی اعزّہ بھی اِن مشکلات کے حل کرنے میں آپ کی کوئی مدد نہ کریں بلکہ اُلٹے اِن میں اور زیادہ اضافہ کی کوشش کریں تب آپ سمجھیے کہ جماعت اسلامی کے مقاصد کا سچا شعور آپ کے اندر پیدا ہو گیا ہے اور اس کی علامتیں آپ کے ظاہر و باطن دونوں میں اچھی طرح ابھر رہی ہیں اور اگر یہ باتیں نہ پائی جائیں بلکہ جماعت اسلامی میں داخل ہونے کے بعد بھی اس ماحول کے ساتھ آپ کی ساز گاری اور موافقت اسی طرح باقی رہے جیسی جماعت میں داخل ہونے سے پہلے تھی اور آپ کے پھیلے ہوئے تعلقات کے کسی گوشہ میں کوئی رخنہ اور خلل نہیں پیدا ہوا ہے، آپ کے احباب بدستور آپ سے خوش، اور آپ کے اقربا حسبِ سابق آپ سے راضی ہیں، آپ کے معاش اور معیشت کی ساری راہیں پہلے کی طرح اب بھی کھلی ہیں، اور کسی جہت سے آپ اجنبیت اور بیگانگی کا احساس نہیں کر رہے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے جماعت اسلامی کا صرف لیبل اپنے اوپر لگا لیا ہے۔ اس کی حقیقت آپ کے دل کے اندر نہیں اُتری ہے۔

اس چیز کو آپ جماعت کے ساتھ اپنی وابستگی کو جانچنے کے لیے کسوٹی قرار دیجیے۔ اور آپ میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر خود اپنا اندازہ کر کے فیصلہ کرے کہ جماعت کے ساتھ اس کا تعلق حقیقی ہے یا محض ظاہر دارانہ۔ ہم جن لوگوں کی تلاش میں ہیں وہ پہلی قسم کے لوگ ہیں۔ نہ کہ دوسری قسم کے لوگ۔ وہی لوگ ہیں جن کے لیے حدیث میں مبارک باد دی گئی ہے۔ اور جن کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ''وہی ہیں جو میرے بعد کے بگاڑ کی اصلاح کریں گے۔''

2. دوسری خصوصیات جو مطلوب ہے اور در حقیقت پہلی خصوصیت ہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ یہ ہے کہ آپ اپنی ساری وابستگی اور دلچسپی ان لوگوں کے ساتھ بڑھائیں جو اصول و مقاصد میں آپ کے ساتھ متحد ہوں۔ اگر ان کی تعداد کم ہو تو اس کی پروانہ کیجیے۔ انہی کی رفاقت اور نصرت کی قدر کیجیے اگرچہ وہ آپ کے عزیز نہ ہوں۔ لیکن آپ ان کو عزیزوں سے بڑھ کر عزیز رکھیے اگرچہ وہ آپ کی قوم سے باہر کے ہوں لیکن آپ کی عصبیت و حمیت ان کے لیے اپنی قوم سے بھی زیادہ ہو۔ اگرچہ وہ ہمیشہ سے آپ کے اور آپ کی قوم کے دشمن رہے ہوں۔ لیکن آج اگر انھوں نے اس حق کو قبول کر لیا ہے جس حق کو آپ نے قبول کیا ہے۔ تو آپ کی طرف سے ان کے لیے صرف سچی دوستی ہونی چاہیے۔ آپ ہر طرف سے کٹ کر اپنی ساری دلچسپیاں ان کے اندر ڈھونڈیے۔ یہی آپ کے عزیز ہوں۔ یہی آپ کے دوست ہوں۔ یہی آپ کے غم خوار ہوں۔ ان کے سوا دوسروں کے ساتھ آپ کا تعلق دوستی اور محبت کا نہ ہو، بلکہ صرف خیر خواہی اور خیر سگالی کا ہو۔ یعنی اپ اُن کو بھی اس حق سے آشنا کیجیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کھولا ہے۔

آپ کا گھرانہ اہل حق اور اہل ایمان کا گھرانہ ہو۔ جن کا رشتہ حق کے ساتھ جتنا ہی ضعیف ہو آپ کا رشتہ ان کے ساتھ اتنا ہی ضعیف ہونا چاہیے۔ اور جن کا رشتہ ایمان کے ساتھ جتنا ہی مضبوط ہو آپ کا رشتہ اُن کے ساتھ اتنا ہی مضبوط ہونا چاہیے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر اپنی دوستیوں اور دشمنیوں کا پورا جائزہ لیجیے۔ اور اگر کہیں آپ کو نظر آئے کہ آپ دوستی کے مستحق کے ساتھ دشمنی اور دشمنی کے حق دار کے ساتھ دوستی کا معاملہ کر رہے ہیں تو اللہ کے ڈر سے اس کی اصلاح کیجیے۔ اگر آپ ایک اصول کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں تو اس کے

www.Quranurdu.com

دشمنوں کے ساتھ آپ کی دوستی نہیں ہوسکتی۔اس طرح جو لوگ اس اصول سے دوستی رکھتے ہیں، تو اس کے دشمنوں کے ساتھ آپ کی دوستی نہیں ہوسکتی۔اس طرح جو لوگ اس اُصول سے دوستی رکھتے ہیں ان کے ساتھ آپ کی دشمنی بھی خلاف فطرت ہے آپ نسل و نسب کے بت کے پجاری نہیں ہیں اور نہ آپ کو رنگ و خون کے امتیازات ہی سے کوئی دلچسپی ہے، آپ کی نفرت و محبت تو تمام تر اللہ اور رسول کے تعلق کے تابع ہے۔ جو لوگ اللہ و رسول کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیں آپ ان کے بن گئے وہ آپ کے بن گئے۔ آپ کا اور اُن کا رشتہ مادی رشتہ نہیں ہے، اخلاقی اور روحانی رشتہ ہے۔ یہی معنی ہیں رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے اگر ایمان اور اسلام کے رشتہ کے سوا کوئی اور رشتہ بھی آپ نے باقی رکھ چھوڑا ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش کیجیے اور جلد سے جلد اس کو حق کے تابع کیجیے نہیں معلوم کب آپ کے سامنے آزمائش کی گھڑی آجائے اور وہ آپ سے مطالبہ کرے کہ حق کے لیے چچا بھتیجے کی گردن پر تلوار چلائے اور بھانجا ماموں کے سینہ پر نیزہ مارے۔

باطل اور باطل کے تمام رشتوں سے قلبی انقطاع اصلی روحانی ہجرت ہے۔ جس کا آغاز اس دن سے ہوتا ہے جس دن ایک بندہ حق کو قبول کرتا ہے اور اس راہ میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اِن پر قابو پانے کی مشق بہم پہنچایے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لیے پہلے سے کسی اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وقت آئے گا وہ حق کے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی پیش کریں گے، اور عزیز سے عزیز رشتوں پر مقراض بھی چلادیں گے۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے، آزمائش کی گھڑیوں میں قلب و دماغ کی صرف وہی قوت کام دیتی ہے جو بالفعل موجود ہو، اور جس کا ذخیرہ پہلے سے فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ جو لوگ اپنی فوج کو اس وقت ٹریننگ دیتے ہیں جب دشمن نے حملہ کر دیا ہو، ان کے حصہ میں ناکامی کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔

3. تیسری صفت جو آپ کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے وہ اس کی مقابل صفت ہے۔ یعنی یہ کہ جو لوگ اصول اور مقصد میں آپ سے مختلف ہوں وہ آپ کو نرم چارہ نہ پائیں۔ وہ جب آپ کو ٹٹولیں تو انھیں محسوس ہو کہ ان کے لیے آپ کے اندر انگلی دھنسانے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے آپ کو آلہ کار نہ بنا سکیں۔ پہلی جماعت کے لیے آپ جتنے سادہ لوح، کریم النفس اور بھولے بھالے ہوں دوسری جماعت کے لیے آپ کو اسی قدر ہوشیار، بیدار مغز اور اصول پرست ہونا چاہیے۔ ان کو آپ ہر گز اس بات کا موقع نہ دیں کہ وہ آپ پر اپنا رنگ چڑھادیں اور آپ کو اپنے سانچہ میں ڈھال لیں۔ جب تک آپ میں یہ صفت نہ پیدا ہو اس وقت تک نہ آپ کے اندر جماعت کے مقاصد کا صحیح شعور پیدا ہوا ہے، اور نہ آپ میں وہ سیرت پیدا ہوئی ہے، جو جماعت اسلامی کے پیشِ نظر مقاصد کی تکمیل کے لیے مطلوب ہے قرآن مجید میں اہل ایمان کی جو تعریف کی گئی ہے کہ وہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کفار پر سخت ہیں۔ اس کے معنی یہی ہیں جو لوگ اللہ کی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہو سکتی کہ وہ دشمن کے بگل پر بھی لیفٹ رائٹ شروع کر دیں۔ اور عارضی فوائد کے لیے اس کا کلمہ بلند کر دینے اور اس کی لڑائی لڑ دینے میں بھی کوئی ہرج نہ خیال کریں جو لوگ حق اور باطل دونوں کے ساتھ رشتہ رکھنا چاہتے ہیں ان کا رشتہ صرف باطل کے ساتھ رہتا ہے۔ حق اس وقت کی شرکت اور آلودگی کو گوارا نہیں

www.quranurdu.com

کرتا۔ آپ کی سیرت کی وہ ساری کمزوریاں جو آپ کے اندر باطل کو گھسنے کی راہ دیتی ہیں۔ آپ کے ضعف ایمان کی دلیل ہیں۔ اور اَب جس زندگی کا آپ نے آغاز کیا ہے اس کا اوّلین تقاضا ہے کہ آپ ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کیجیے۔

یہ دو تین باتیں میں نے آپ کے سامنے کسوٹی کی حیثیت سے پیش کی ہیں۔ آپ ان کے اوپر اپنے آپ کو جانچ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق کس نوعیت کا ہے؟ محض زبان سے آپ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور دل آپ کا انہی کوچوں میں ابھی آوارہ گردی کر رہا ہے جن میں پہلے آوارہ گردی کر رہا تھا یا آپ دل اور زبان دونوں سے اس کے ساتھ ہیں۔

www.Quranurdu.com

کارکنوں کا اصل سرمایہ [1]

میں نے الٰہ آباد کے اجتماع میں سب سے پہلے جس چیز کی طرف توجہ دلائی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے آج بھی میں آپ کو سب سے پہلے اسی چیز کی تاکید کرتا ہوں۔ سال بھر پہلے جو بات میں نے عرض کی تھی اب مزید غور و فکر اور مطالعہ کتاب و سنت سے اس بات کا یقین اور پختہ ہو گیا ہے اور اب ذرا بھی شبہ نہیں رہا ہے کہ انسان کے علم، انسان کی عقل، انسان کے دل و دماغ اور اس کے فکر و نظر کو جو روشنی بھی نصیب ہوتی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے ہوتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان کا تمام باطن بالکل تاریک رہتا ہے اور اس کا ہر کام گو بظاہر وہ کتنا ہی اچھا نظر آتا ہو بالکل غلط مقصد ہوتا ہے اس کا دل اس کو غلط مشورے دیتا ہے، اور اس کا دماغ غلط رہنمائی کرتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں جس راہ میں اور جس مقصد کے لیے بھی اٹھتے ہیں غلط ہی اٹھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دین کا نام لے کر اٹھے اور دین ہی کا کام کرنا چاہیے لیکن خدا کی یاد سے اس کا دل خالی ہو جائے تو اس کی وہ دینداری بھی دنیا داری بن جاتی ہے۔ آپ اگرچہ دین کے کام کے لیے اٹھے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کو اس خطرے سے بے پرواہ نہیں رہنا چاہیے کہ خدا سے غفلت آپ کے اس سارے کام کو خراب کر دے اور آگے کی کسی منزل میں بھی شیطان آپ کو گمراہ کر سکتا ہے۔ اگر اس خطرے سے آپ محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ آپ اپنے دلوں کو اللہ کی یاد سے نورانی رکھیں تاکہ آپ کے دل و دماغ اور آپ کا اعضاء و جوارح سب صحیح طریقہ پر صحیح راہ میں کام کریں۔

''میں نے اس بات کی طرف الٰہ آباد کے اجتماع میں تفصیل کے ساتھ آپ کی توجہ دلائی تھی اور میری وہ پوری تقریر اب چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ آپ اس کو پھر پڑھ کر اس کی یاد تازہ کریں۔''

دوسری چیز جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ جماعتی سیرت کی تعمیر ہے۔ آپ کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ مسلمانوں میں صالح افراد نہ پہلے ناپید تھے اور نہ اب مفقود ہیں۔ ان کی ایک اچھی خاصی تعداد پہلے بھی موجود تھی اور اب بھی خدا کے فضل سے موجود ہے۔ لیکن صالحین کی اس جماعت کی موجودگی کے باوجود یہ قوم گرتے گرتے پستی کے اس درجے تک پہنچ گئی جو آج آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ صالحین صلاح و تقویٰ کی خوبیاں رکھنے کے باوجود نہ جماعتی زندگی کی اہمیت سے آشنا تھے اور نہ جماعتی سیرت ہی کے اعتبار سے کوئی وزن رکھتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ اپنی قوم ہی کو گرنے سے بچا سکے، اور نہ اپنے آپ ہی کو موجودہ فتنوں سے دور رکھ سکے آپ کو اس غلطی کی اصلاح اور اس کی تلافی کرنی ہے۔ آپ کو صالح بننے کے

---

[1] یہ اقتباس مولانا امین احسن اصلاحی کے اس افتتاحی خطاب سے ماخوذ ہے جو موصوف نے ۲۵۔۱۹۴۷ اپریل ء کو جامعت اسلامی کے حلقہ وار اجتماع میں حلقہ مشرقی ہند کے ایک مقام پٹنہ میں کیا۔ (مرتب)

www.QuranUrdu.com

ساتھ ساتھ اپنے اندر وہ جماعتی سیرت بھی پیدا کرنی ہے جو صالحین کی جماعت کے لیے ضروری ہے۔ اس کے بغیر ''جماعت اسلامی'' کے قیام کا منشا پورا نہیں ہو سکتا۔ ہم صرف انفرادی نیکی کے داعی نہیں ہیں، بلکہ آپ کو اجتماعی نیکی کی جد وجہد کے لیے تیار کرنا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کو اجتماعی سیرت اور اجتماعی اخلاق کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ اور برتر دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ آپ ایک جماعتی نظم اور ایک جماعتی ڈسپلن کے تحت ہو کر یہ دکھا دیں کہ آپ باہم دگر جڑ کر اور مل کر کس خوبی کے ساتھ ایک مقصد اور ایک نصب العین کے لیے مارچ کر سکتے ہیں۔ آپ کو قیادت اور اطاعت دونوں چیزوں کا گر معلوم کرنا ہے۔ اور دونوں کے حقوق پورے پورے ادا کرنے ہیں۔ آپ میں سے ہر فرد کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ جماعتی مقصد کے لیے بڑی سے بڑی قربانی کر سکتے ہیں۔ بڑی سے بڑی بازی کھیل سکتے ہیں۔ اپنے جان و مال اور آل اولاد کے لیے بڑے سے بڑا خطرہ مول لے سکتے ہیں۔ اور ایثار نفی، تواضع، خاکساری محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کی بہترین مثال پیش کر سکتے ہیں۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ دنیا کی دوسری قومیں ہم سے جس میدان میں بازی لے گئی ہیں وہ یہی میدان ہے۔ ہم شخصی اور انفرادی نیکیوں میں بھی ان سے کم نہیں تھے۔ بلکہ شاید ان سے بڑھ چڑھ کر ہی تھے لیکن اجتماعی کیریکٹر (Character) اور اجتماعی سیرت میں ان سے بہت پیچھے تھے جس کی سزا ہم کو یہ ملی ہے کہ ہم ہر چیز میں ان سے پیچھے ہو گئے اور برابر پیچھے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ اَب تک ہمارے بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی ہماری بیماری کی تہہ کو نہیں پہنچے۔ وہ خود بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں (اور دوسروں کو بھی اس غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں) کہ ہماری اس پستی میں سولہ آنہ دخل دوسروں کا ہے نہ کہ ہمارا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب صرف انفرادی نیکیوں کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ اس کو پورا کر رہے ہیں۔ اجتماعی نیکیوں کے لیے ان کے نزدیک یہ مذہب نے کوئی ضابطہ بنایا ہے اور نہ اس کے لیے اس کا کوئی مطالبہ ہے۔ وہ صرف روزہ، نماز، حج اور زکواۃ کے احکام دیتا ہے اور اسی حد پر اس کا مطالبہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ خیال بے شمار خرابیوں کی جڑ ہے اس چیز نے مسلمانوں کے سارے تصورِ دینی کو غلط کر دیا ہے۔ اور ان کو اس درجہ تک لا گرایا ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اسلام نے آپ کو انفرادی زندگی کے لیے جس طرح احکام و قوانین دیے ہیں اور جس طرح آپ کی انفرادی زندگی کے لیے اس نے ایک نظامِ اخلاق بنایا ہے، اس طرح آپ کی اجتماعی زندگی کے لیے بھی ایک نظامِ اخلاق مقرر کیا ہے۔ اور ہر مسلمان سے اس کی پابندی کا مطالبہ کیا ہے اور اس کی عدم پابندی کی صورت میں ہم میں سے ہر شخص اسی طرح سے گنہگار ہوتا ہے جس طرح سے انفرادی زندگی کے احکام و قوانین یا نظامِ اخلاق کو توڑنے سے ہوتا ہے بلکہ اگر میں یہ عرض کروں تو شاید غلطی نہیں کروں گا کہ اجتماعی احکام و قوانین اور اجتماعی نظامِ اخلاق کی خلاف ورزی کرنے والا ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص اپنی اجتماعی زندگی کے دائرے میں کوئی کوتاہی یا کوئی غلطی یا نافرمانی کرتا ہے اس کا ضرر اس سے کہیں زیادہ وسیع اور دور رس ہوتا ہے جتنا کہ انفرادی زندگی کے کسی دائرے میں غلطی کرنے والے شخص کا ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعتی نظم میں خرابیاں پیدا کرنے والوں کے لیے اسلام نے جو سزائیں رکھی ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہیں۔ جو انفرادی زندگی کے آداب و قوانین میں خرابیاں پیدا کرنے والوں کے لیے رکھی ہیں۔ لیکن ایک عرصہ تک اجتماعی زندگی سے ناآشنا رہنے کی وجہ سے آج ہندوستان کے مسلمان جماعتی اخلاق

www.Quranurdu.com

و کردار کی اہمیت سے اس قدر بے پروا ہو گئے ہیں کہ سرے سے ان کی نظر میں اس کی کوئی مذہبی حیثیت ہی باقی نہیں رہ گئی ہے اور اگر اس قسم کی ذمہ داری ان پر ڈالی جاتی تو وہ اس کو ایک بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک ہمارا یہ حال رہے گا، اس وقت تک ہماری حیثیت فرد فرد کی ہے نہ کہ جماعت کی۔ اور اس صورت میں ہم کو ہر گز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اِن نعمتوں اور برکتوں کے متوقع ہوں جن کا وعدہ اس جماعت سے کیا گیا ہے جس کے افراد اپنے اندر بہترین جماعتی سیرت، اور بہترین جماعتی اخلاق رکھتے ہوں۔ آپ اگر مسلمانوں کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلانا چاہتے ہیں اور ان کو تشتّت اور انفرادیت کی اس ذِلّت سے نکال کر وحدت و اجتماعیت کی بلندیوں پر لے جانا چاہتے ہیں تو اس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر آن آپ کی جماعتی حیثیت نمایاں ہو۔ آپ کے افراد سے اَنانِیّت، خود غرضی، خود رائی، خود پرستی اور اس طرح کی ساری بیماریاں نکل جائیں۔ اور ان کی جگہ ایثار، اخلاص، خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات لے لیں۔ صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر آپ دنیا اور آخرت میں عزت حاصل کر سکتے ہیں اور صرف یہی ایک چیز ہے جس کے بل بوتے پر آپ دنیا کی باطل طاقتوں کو شکست دے سکتے ہیں۔

میں اس سلسلے میں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جماعتی سیرت اور جماعت اخلاق کے جو الفاظ میں بار بار بول رہا ہوں اس سے میری مراد محض قومی کردار (National character) نہیں ہے بلاشبہ اس چیز کی بھی ایک خاص اہمیت ہے اور کوئی قوم اس کے بغیر اپنی اجتماعی ہستی برقرار نہیں رکھ سکتی لیکن ہم اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ و ارفع چیز کے لیے جد وجہد کر رہے ہیں۔ ہم اس اجتماعی کیریکٹر کا آپ سے مطالبہ کر رہے ہیں جو اسلام نے اس شرعی جماعت کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ جس کو اسلامی اِصطلاح میں ''الجماعت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ چیز نیشنل کیریکٹر سے بہت اونچی ہے۔ نیشنل کیریکٹر سے اگر ایک محدود دائرے کے اندر کچھ بھلائیاں اور خوبیاں وجود میں آتی ہیں تو ایک وسیع دائرے کے اندر اسی سے بہت سی خرابیاں بھی پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن ہم جس اجتماعی سیرت کو پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اُس سے تمام عالمِ انسانی کے لیے صرف بھلائی پیدا ہو سکتی ہے۔

دنیا میں بعض چیزیں گز سے ناپی جاتی ہیں اور بعض چیزیں پیمانے سے ناپی جاتی ہیں۔ لیکن افراد اور جماعتوں کے ناپنے کی کسوٹی وہ عقیدہ ہوتا ہے جس کا وہ اعلان کرتی ہیں۔ آپ نے بھی ایک واضح عقیدے کا دنیا کے سامنے اعلان کیا ہے۔ اور دنیا آپ کو اسی عقیدے سے جانچے اور پرکھے گی۔ اب یہ دیکھا جائے گا کہ آپ نے اس عقیدے کے لیے کتنی قربانی کی ہے، مشکلات میں اس پر کتنی استقامت دکھائی ہے، اس کے لیے کتنے خطرات کا مقابلہ کیا ہے۔ اور اس کے عشق میں کیا کیا بازیاں کھیلی ہیں۔ اگر اس اعتبار سے آپ کا کوئی وزن ہوا تو دنیا میں بھی آپ کا ایک مقام ہے اور آخرت میں بھی آپ کا ایک درجہ ہے۔ لیکن اگر اس لحاظ سے آپ بودے اور ناکارہ ثابت ہوئے تو نہ دنیا میں آپ کے لیے کوئی جگہ ہے اور نہ آخرت میں آپ کے لیے کوئی درجہ ہے۔ یہ ممکن ہے کہ آپ اپنے آپ کو خود فریبی میں پڑ کر کوئی بڑی چیز سمجھ بیٹھیں، اور کچھ نہ کرنے کے باوجود سمجھنے لگیں کہ آپ نے بہت کچھ کر لیا ہے لیکن تمام دنیا کو آپ دھوکا نہیں دے سکتے ہیں تو خدا کو بہر حال دھوکا نہیں دے سکتے۔ خلق اور خدا کی طرف سے آپ کو وہی صلہ ملے گا جس کے فی الواقع آپ حق دار ہوں گے نہ کہ جس کا دعویٰ کریں گے۔ مجھے اس موقع پر امام احمد بن حنبل اور مشہور ڈاکو ابوالہیثم کا واقعہ یاد آگیا جو تاریخوں میں مذکور ہے

www.Quranurdu.com

اور جس کو آپ نے بھی شاید پڑھا ہو۔ امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر محدث نے چور کی عزیمت سے سبق حاصل کیا، اور اس سبق کے لیے اس کے زندگی بھر ممنون رہے، کیونکہ درحقیقت آدمی کا اصلی جوہر وہ عزیمت و استقامت ہے جو وہ اپنے پیش نظر مقصد کے لیے مزاحمتوں کے مقابلے میں دکھاتا ہے اگر ایک شخص ایک باطل مقصد کے لیے سچا عزم و حوصلہ رکھتا ہے تو وہ بھی اس شخص کے مقابلے میں قابل قدر ہے جو دعویٰ تو ایک سچے مقصد کا کرتا ہے لیکن اس کے لیے قربانی کا کوئی جذبہ نہیں رکھتا۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے
مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

اب میں اس افتتاحی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ ان اُمور کو سامنے رکھ کر اس اجتماع کی کارروائی شروع کیجیے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت دے۔

www.Quranurdu.com